110407 - روزہ غروب شمس تك ہے نا كہ جيسے شيعہ حضرات كہتے ہيں

سوال

ميرا سوال روزے اور افطارى كے بارہ ميں ہے، ميرى پڑوسيوں سے بات ہوئى جو كہ شيعہ مسلك سے تعلق ركھتے ہيں انہوں نے مجھے آيت كريمہ پڑھ كر سنائى جس ميں اللہ نے فجر سے ليكر رات تك روزہ پورا كرنے كا حكم ديا ہے، نہ كہ غروب شمس تك، ان پڑوسيوں كا يہى كہنا تھا، برائے مہربانى مجھے اس كے بارہ ميں معلومات فراہم كريں، اللہ تعالى آپ كو جزائے خير عطا فرمائے

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

سب مسلمانوں كا اجماع اور اتفاق ہے اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم اور صحابہ كرام كے دور سے ليكر آج تك يہى ہے كہ روزہ فجر صادق طلوع ہونے سے شروع ہو كر افق ميں پورى سورج كى ٹكيا غروب ہونے تك رہتا ہے، اس پر كتاب و سنت اور مسلمانوں كا اجماع قطعى دلالت كرتے ہيں.

اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

پھر تم رات تك روزہ پورا كرو البقرۃ (187).

اور لغت عرب ميں رات غروب شمس سے شروع ہوتى ہے.

قاموس المحيط ميں درج ہے:

" الليل: سورغ غروب ہونے سے ليكر فجر صادق طلوع ہونے يا سورج طلوع ہونے كو رات كہا جاتا ہے " انتہى

ديكھيں: القاموس المحيط (1364).

اور لسان العرب ميں درج ہے:

" الليل: دن كے بعد شروع ہوتى ہے اور اس كى ابتدا غروب شمس سے ہوگى " انتہى

ديكھيں: لسان العرب (11 / 607).

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قولہ تعالی:

پھر تم روزہ رات تك پورا کرو .

یہ اس کا تقاضا کرتی ہے کہ شرعی حکم کے مطابق غروب شمس کے وقت روزہ افطار کیا جائے. انتہی

دیکھیں: تفسیر القرآن العظیم (1 / 517).

بلکہ یہاں بعض مفسرین نے یہ تنبیہ کي ہے کہ اس آیت میں حرف جر " الی " کا استعمال بھی تعجیل یعنی جلدی کرنے کا فائدہ دیتا ہے، کیونکہ یہ حرف جر انتہا غایت پر دلالت کرتا ہے.

علامہ طاہر ابن عاشور رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" (الی اللیل) یہ روزے کی انتہاء و غایت ہے جس میں روزہ جلد افطار کرنے کے لیے حرف الی اختیار کیا گیا ہے کہ غروب شمس ہوتے ہی روزہ افطار کر لیا جائے؛ کیونکہ اس کے ساتھ غایت میں اضافہ نہیں ہو سکتا، بخلاف حرف " حتی " کے تو یہاں مراد ہے کہ رات کے ساتھ ملنے سے روزہ پورا ہو جاتا ہے " انتہی

دیکھیں: التحریر التنویر (2 / 181).

اس سب کی تائید صحیحین کی درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے:

امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب اس طرف سے رات آ جائے اور اس طرف سے دن چلا جائے اور سورج غروب ہو جائے تو روزے دار کا روزہ افطار ہو جاتا ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1954) صحیح مسلم حدیث نمبر (1100).

اس حدیث میں مشرق کی جانب سے رات آنے اور افق میں سورج غائب ہو جانے کو ملا کر ذکر کیا گیا ہے، اور یہ مشاہدہ شدہ بات ہے، کیونکہ افق کے پیچھے سورج کی ٹکیا غائب ہوتے ہی مشرق کی جانب اندھیرا شروع ہو جاتا ہے.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قولہ: " جب اس طرف سے رات آ جائے " یعنی مشرق کی جانب سے رات آ جائے، اس سے مراد اندھیرے کا حسی طور پر وجود ہے.

اس حدیث میں تین امور بیان ہوئے ہیں؛ اگرچہ اصل میں یہ ایك دوسرے کو لازم ہیں، لیکن ہو سکتا ہے بعض اوقات ظاہر میں ایك دوسرے سے لازم نہیں ہوں.

ہو سکتا ہے کہ مشرق کی جانب سے رات آنے کا خیال ہو لیکن حقیقت میں ایسا نہ ہو، بلکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی چیز سورج کی ٹکیا کو ڈھانپ چکی ہو جس کی بنا پر اندھیرا نظر آئے، اور اسی طرح دن کے جانے میں بھی ہو سکتا ہے.

اس لیے حدیث میں " غروب شمس " کی قید لگائی گئی ہے اور یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ رات آنے اور دن جانے کی علامت ہے اور اس سے یقینی طور پر ایسا ہوگا، اور یہ دونوں غروب شمس کے ساتھ ہونگی کسی اور سبب کے باعث نہیں " انتہی

دیکھیں: فتح الباری (4 / 196).

اور امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" علماء کرام کا کہنا ہے کہ: ان تین امور میں سے ہر ایك باقی دو کو لازم ہیں اور اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہے، ان کو جمع اس لیے کیا گیا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کوئی شخص کسی وادی وغیرہ میں ہو جہاں وہ سورج غروب ہونے کا مشاہدہ نہ کر سکے اس لیے وہ روشنی ختم ہونے اور اندھیرا چھا جانے پر اعتماد کریگا " انتہی

دیکھیں: شرح مسلم (7 / 209).

امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن ابی بن ابی اوفی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

" ایك سفر میں ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھےاور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے تھے جب سورج غروب ہوا تو ایك شخص کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یا فلان اٹھو ہمارے لیے ستو تیار کرو (یعنی پانی میں ستو ملاؤ تا کہ ہم نوش کر سکیں) تو وہ شخص عرض کرنے لگا اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم شام تو ہونے دیں.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اتر کر ہمارے لیے ستو تیار کرو.

تو وہ شخص عرض کرنے لگا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم : شام تو ہونے دیں.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اتر کر ہمارے لیے ستو تیار کرو.

وہ شخص عرض کرنے لگا: ابھی تو دن ہے.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اتر کر ہمارے لیے ستو تیار کرو.

تو اس شخص نے اتر کر ان کے لیے ستو تیار کیے، چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستو نوش فرمائے، اور فرمایا:

جب تم دیکھو کہ اس جانب سے رات آ گئی ہے تو روزے دار کا روزہ افطار ہو گیا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1955) صحیح مسلم حدیث نمبر (1101).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس حدیث میں روزہ جلد افطار کرنے کا استحباب پایا جاتا ہے، اور یہ دلیل پائی جاتی ہے کہ رات کا کوئی حصہ بھی روزہ رکھنا صحیح نہیں، بلکہ جیسے ہی سورج غروب ہونے کا یقین ہو جائے تو افطاری حلال ہو جاتی ہے " انتہی

دیکھیں: فتح الباری (4 / 197).

پھر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جیسے ہی مؤذن غروب آفتاب کے بعد مغرب کی اذان دے تو افطاری کرنا اور کھانا جائز ہے، اور جو کوئی بھی اس کے مخالف عمل کرے اور دین میں بدعت کی ایجاد کرے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل بھی نہ ہو اور نہ ہی علم ہو تو اس نے مومنوں کی راہ کی بجائے کسی اور راہ کی پیروی کی.

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" غروب شمس کے فورا بعد نماز مغرب جلد ادا کی جائے، اس پر اتفاق ہے، شیعہ کی جانب سے اس سلسلہ میں کچھ بیان کیا جاتا ہے جو قابل التفات نہیں، اور نہ ہی اس کی کوئی دلیل ہے " انتہی

دیکھیں: شرح مسلم (5 / 136).

بلکہ اس مسئلہ کے متعلق تو بہت ساری شیعہ کتب میں وہی بیان ہوا جس پر سب مسلمانوں کا اجماع و اتفاق ہے.

بعض شیعہ نے جعفر صادق رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ:

" جب سورج غروب ہو جائے تو روزہ افطار کرنا حلال ہے اور نماز ادا کرنا واجب ہے " انتہی

دیکھیں: من لا یحضرہ الفقیہ (1 / 142) وسائل الشیعۃ (7 / 90).

البروجردی نے صاحب الدعائم سے اس کا یہ قول نقل کیا ہے:

" ہم اہل بیت سے روایت بالاجماع روایت کر چکے ہیں جو ہمیں ان سے رواۃ کرنے والے راویوں کی جانب سے علم ہےکہ رات جس سے روزہ افطار کرنا حلال ہو جاتا ہے وہ بغیر کسی حائل کے افق میں سورج غائب ہونا ہے، یعنی کوئی پہاڑ یا دیوار وغیرہ حائل نہ ہو جائے، اس لیے جب سورج کی ٹکیا افق میں غائب ہو جائے تو رات شروع ہو جاتی ہے اور افطاری حلال ہو جاتی ہے " انتہی

دیکھیں: جامع احادیث الشیعۃ (9 / 165).

حاصل یہ ہوا کہ:

اس وقت جو شیعہ حضرات نماز مغرب میں تاخیر کرتے ہیں اور افطاری کو غروب شمس سے کچھ دیر تك تاخیر کرتے ہیں، یہ قرآن و سنت نبویہ صحیحہ کے خلاف ہے، اور اسی طرح مسلمانوں کے اجماع کے بھی خلاف ہے.

پھر یہ چیز تو انہوں نے جو کچھ اپنے آئمہ کرام سے نقل کیا ہے اس کے بھی مخالف ہے!

واللہ اعلم .